# رفعِ یدین

اور

# آمین کے احکام

مفتی احمد القادری

ناشر سنی حنفی آرگنائزیشن (ایس ایچ او)

نزد دیوا ڑیا کانگریس بھون، بھالدار پورہ، ناگپور (مہاراشٹر) انڈیا۔






# رفع یدین
## اور
# آمین کے احکام

مصنف

مفتی احمد القادری




ناشر سنی حنفی آرگنائزیشن (ایس ایچ او)

نزد دیواریا کانگریس بھون، بھالدار پورہ، ناگپور (مہاراشٹر) انڈیا۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
بسم اللہ الرحمٰن الرَّحِیْمْ

# پیش لفظ

خلافت عثمانیہ کے زوال پذیر ہوتے ہی اسلامی سلطنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔ مسلمانوں کا رعب ودبدبہ رخصت ہوگیا۔ان کی شان وشوکت، عظمت ورفعت کم ہوگئی۔ بیشتر مملکت اسلامیہ، امریکہ اور برطانیہ کی ذہنی غلام بن گئیں۔ان کی پشت پناہی سے نت نئے فرقوں نے جنم لیا۔انھوں نے صالحین امت کے خلاف اپنی زبانیں دراز کیں۔ ائمۂ مجتہدین کی شان میں بکواسیں شروع کیں۔ صحابۂ کرام پر بھی نکتہ چینیاں کرنے لگے۔نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں بھی گستاخیاں کرنے سے باز نہیں آئے۔تمام تر عظمت وافضلیت کے باوجود سرکار اقدس ﷺ کو اپنے برابر شمار کرنے لگے۔انھیں نئے فرقوں میں سے ایک فرقہ وہ ہے جو ائمۂ مجتہدین (امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کی پیروی نہیں کرتا۔نہ صحابہ کی بات مانتا ہے نہ تابعین کی۔نہ اسے اولیاءِ امت سے عقیدت ہے نہ علمائے ملت سے۔ بس وہ اپنے لیڈر اسماعیل دہلوی اور ابن تیمیہ ہی کو اپنا سب کچھ سمجھتا ہے۔ان کے خلاف ہرگز کوئی بات سننا گوارہ نہیں کرتا۔اگر اسماعیل دہلوی یا ابن تیمیہ نے کوئی مسئلہ لکھ دیا تو وہ ان کے نزدیک پتھر کی لکیر ہے۔ ان کے خلاف قرآن مقدس کی آیت دکھایئے، تمام احادیث کریمہ یا اجماع امت پیش کیجئے، کسی کو ماننے کے لئے تیار نہیں، اسمٰعیل دہلوی اور ابن تیمیہ کی اندھی تقلید ہی ان کا مذہب ہے۔ جبکہ وہ اپنے آپ کو غیر مقلد (سلفی، وہابی) کہتے ہیں، مگر اپنے گروپ کے قائدین کی اندھی تقلید کرنے سے ذرا

بھی نہیں شرماتے۔

اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھ دیا کہ ''نماز میں رسالت مآب ﷺ کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدر جہا بدتر ہے'' اسماعیل دہلوی کے اس فاسد قیاس کو وہ بے چون و چرا آنکھ بند کر کے مانتے ہیں۔ ایسے گستاخانہ قول پر انھیں نہ کوئی دلیل کی ضرورت ہے نہ حجت کی طلب۔ اس فرقہ کا یہ شیوہ ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے ثبوت پر مشہور و متواتر حدیثیں دکھایئے، بلکہ قرآن مقدس کی آیت کریمہ بھی پیش کیجئے، وہ ہرگز کھلے دل سے تسلیم نہیں کرتے، اور اس میں طرح طرح کی بیجا تاویلیں نکالتے ہیں، لیکن وہی لوگ سرکار دو جہاں ﷺ کی تنقیص کے لئے من گڑھت حدیثیں لکھنے اور پیش کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب، تقویۃ الایمان ص ۶۰ پر نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے انکار کرتے ہوئے شان اقدس ﷺ میں اپنی طرف سے یہ گڑھ کر لکھ دیا کہ ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' معاذ اللہ! حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ اس بناوٹی بات پر ان کا اتنا اعتماد و یقین ہے کہ اس کے برخلاف نہ وہ حدیث سنتے ہیں نہ قرآنی استدلال...... حدیث یہ کہتی ہے۔

اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ☆

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ، نسائی، فتاوی رضویہ)

بے شک اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث لکھتے ہیں۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ، اَوْلِیَاءَ اللہِ لَایَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقُلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ ☆ (تفسیر کبیر ج ۹، ص ۴۲۷)

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اولیاء اللہ مرتے نہیں، لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔

قرآن مقدس، سرکار دو جہاں ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھوانے والے شہدا کے بارے میں یہ اعلان کرتا ہے کہ۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَات، بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں، انھیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمھیں خبر نہیں۔

دوسری جگہ قرآن یہ صاف گواہی دیتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتا، بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ☆ (سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں، ہرگز انھیں مردہ خیال نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔ (یعنی زندوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یُرْزَقُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یَاکُلُوْنَ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃ ☆ (تفسیر جلالین ص ۷۲)

شہداء جنت کے میوے کھاتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَنَّ اَجْسَادَھُمْ بَاقِیَۃٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ، وَاَنَّھَا لَاتَبْلٰی تَحْتَ الاَرْضِ اَلْبَتَّۃ ☆

(تفسیر کبیر ج ۹، ص ۴۲۹)

شہداء کے اجسام انکی قبروں میں باقی ہیں وہ یقیناً زمین کے نیچے بوسیدہ نہیں ہوتے۔

جب ایک شہید کا حال یہ ہے کہ انھیں قرآن کریم نے مردہ کہنے بلکہ مردہ خیال

وگمان کرنے سے بھی روکدیا۔ تو پھر اس شہید امتی کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات طیبہ کا کتنا اونچا مقام ہوگا۔ مگر وہابی ان احادیث کریمہ، اور قرآنی استدلال کے سامنے نہیں جھکتے، بس اسمٰعیل دہلوی کی تقلید میں انکار پر اڑے ہیں۔ اور اب تک تفویۃ الایمان میں وہ گڑھی عبارت بڑے زور شور سے چھاپتے اور شائع کرتے ہیں۔

انبیائے کرام کو معاذ اللہ کمتر سے کمتر بتانا ان کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ غیر مقلدین کے لیڈر، اسماعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تفویۃ الایمان (ص ۱۳) پر انبیائے کرام کی شان اقدس کو چمار سے زیادہ ذلیل بتانے کی جسارت کی......اور دوسری کتاب صراط مستقیم (ص ۱۳۶) میں نماز کے اندر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال لانے کو (معاذ اللہ) اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر لکھا۔ اس دعوی پر نہ کوئی قرآنی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث مبارکہ۔ غیر مقلدین اپنے کو اہل حدیث کہتے نہیں تھکتے، پھر اسمٰعیل دہلوی کی بات بلا حدیث کیسے مان لیتے ہیں؟

## اہل سنت اور وہابی کے درمیان فرق

الحاصل اہل سنت اور غیر مقلدین (وہابی) کے درمیان اصل اختلاف عقیدے کا ہے۔ اہل سنت انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت ورفعت اور تعظیم وتکریم کے قائل ہیں، اللہ سبحانہ تعالٰی کے بعد مخلوق میں سب سے بزرگ تر انبیائے کرام علیہم السلام ہی کو مانتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ　　　بَعْدَ اَزْ خُدَا بُزُرْگ تُوئی قِصَّہ مُخْتَصَر

یا رسول اللہ آپ کی تعریف تو ممکن ہی نہیں جیسا کہ تعریف کا حق ہے۔ اللہ کے بعد بزرگی تو بس آپ ہی کی ہے۔ (علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ)

مگر وہابی انبیائے کرام علیہم السلام کی عیب جوئی اور نقص کی تلاش میں رہتے ہیں، ان کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کرتے ہیں۔ یہ ہے بڑا فرق ہمارے اور انکے درمیان۔ لیکن انھوں نے دیکھا کہ اگر صاف صاف اپنے اس عقیدہ کا اعلان کرکے مسلمانوں کو بلایا جائے تو کوئی ایسے گندے عقیدے کے پاس بھٹکنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو رفع یدین، آمین بالجہر، وغیرہ کا جال بچھایا۔

اب انھیں سب سے بڑا دکھ، اس بات کا ہے کہ مسلمان رکوع میں جاتے یا اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ مسجد میں چیخ چیخ کر آمین کیوں نہیں بولتے؟۔ شہر شہر، نگر نگر، گلی گلی، کوچہ کوچہ ہر جگہ اسی کا جھگڑا کھڑا کردیا۔ معاشرہ میں بے شمار برائیاں بدکاریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی فکر نہیں۔ ان کے وہابی بادشاہ کفار ومشرکین کی تقلید میں ہر ہر ریال پر اپنی تصویریں چھاپتے ہیں، اپنے بت، ملک بھر کی ہر ہر آفس میں آویزاں کراتے ہیں، کروروں ریال بے دریغ اس پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خلاف یہ آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟ اور بخاری کی یہ حدیث اس موقع پہ کیوں بھول جاتے ہیں؟

اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ ☆ (بخاری ومسلم)

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔

جزیرۂ عرب میں یہود ونصاریٰ کی فوجیں بلاکر ان کی پرورش کرتے ہیں، ان کے کھانے پینے کے لئے شراب وسور فراہم کرتے ہیں، اس سے کیوں نہیں روکتے؟ بے شمار مزدور، غریب مسلمان نان شبینہ کے محتاج اور بے وطن، کس میرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور یہ ملک کی بے حساب دولت اپنی عیاشیوں اور فحاشیوں پر خرچ کرکے، بڑے بڑے محلات میں دادِ عیش دیتے ہیں۔ کیا بیت المال کا خزانہ سیکڑوں تعداد پر مشتمل بیگمات کا محل تعمیر کرنے کے لئے ہے؟ آخر غیر مقلدین اس پر احتجاج کیوں نہیں کرتے؟

خود تو، ٹی، وی، پر فحش فلمیں دیکھتے ہیں اور سینوں سے رفع یدین پر جھگڑتے ہیں۔ دن رات گندے گانے سنتے ہیں اور جب نبی ﷺ پر سلام پڑھا جاتا ہے تو اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیطان اذان سے بھاگتا ہے۔

جھوٹ، چغلی، غیبت، بدکاری، فحاشی، زنا، بے پردگی، حرام خوری، رشوت ستانی، دغابازی، مکروفریب، عیاشی، حسد، کینہ، خوں ریزی، چاپلوسی، حق تلفی، خیانت، ریاکاری، ظلم سرکشی، بددیانتی، بدتہذیبی، عریانیت، شراب نوشی، جوابازی، لاٹری، داڑھی منڈوانا، ماں باپ کی نافرمانی، وغیرہ بے شمار برائیاں معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں بلکہ وہ خود بھی ان میں ملوث ہیں۔ مگر ان سب کو چھوڑ کر ان کی ساری توجہ رفع یدین اور آمین بالجہر پر مرکوز ہوگئی ہے۔

انھوں نے سب سے نمازوں میں بار بار ہاتھ اٹھوانے، اور چیخ چیخ کر آمین کہلانے کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کروروں کرور مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے نماز میں آہستہ آمین کہتے ہیں اور سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح بار بار نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ (دیکھیں حدیث نمبر ۱۷) عیدین کے علاوہ تمام نمازوں میں ایک بار، تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کو کافی جانتے ہیں۔ اس پر یہ غیر مقلدین شور مچاتے ہیں اور انھیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر عمل کرنے سے روکتے ہیں، بلکہ یہاں تک کہدیتے ہیں کہ (بار بار) رفع یدین کی ممانعت پر ایک بھی حدیث نہیں۔

شافعی وغیرہ حضرات بھی رفع یدین اور آمین بالجہر کے قائل ہیں مگر وہ احناف سے اس بات پر جھگڑتے نہیں اور نہ احناف ان سے، کیوں کہ ہمارے اور ان کے عقائد ایک ہیں، سب اپنے اپنے امام کی پیروی کرتے ہیں کسی کو اپنے امام کی پیروی سے نہیں

روکتے ۔ اور نہ ایک دوسرے پر الزام واتہام لگاتے ہیں، کہ یہ سب فروعیات ہیں، اور فروعی اختلاف کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کا آپس میں جنگ کرنا درست نہیں، بلکہ اس پر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سبھی اہل سنت کا اتفاق ہے۔

لہٰذا یہ بات یاد رکھیں کہ اِس دور میں اگر کوئی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو برا کہتا ہے، ان کے فتوے پر عمل کرنے سے روکتا ہے، رفع یدین اور آمین بالجہر کے جھگڑے کھڑے کرتا ہے، وہ شافعی، مالکی، حنبلی نہیں ہوگا بلکہ وہ کوئی غیر مقلد یا وہابی ہوگا، اگر چہ وہ اپنے کو شافعی وغیرہ بتاتا ہو۔ کیوں کہ انھیں کا یہ شیوہ اور پہچان ہے، نہ کہ مقلدین اور ائمہ کرام کے پیرو کار کا۔

اس سلسلے میں، اپنا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں۔ یہاں ڈیلس کے قریب ارلنگٹن (امریکہ) میں ایک صاحب کے یہاں میلاد شریف میں جانے کا اتفاق ہوا۔ محبّ مکرم مولانا غلام سبحانی صاحب امام وخطیب ضیاء القرآن سنٹر ارلنگٹن بھی موجود تھے۔ عزیزم حامد رضا سلمہٗ بھی ہمراہ تھے۔ میلاد شریف کے بعد ایک صاحب بول پڑے کہ رفع یدین پر کئی حدیثیں ہیں اور نہ کرنے پر ایک بھی حدیث نہیں۔ صرف امام اعظم ابوحنیفہ کا فتوی ہے۔ ہم ان کا فتوی مانتے ہیں، حدیث کو کیوں نہیں مانتے؟ میں بھی حنفی ہوں۔

میں نے کہا اس موضوع پر ایک دو نہیں بلکہ کثیر احادیث ہیں، آپ سے کس نے کہہ دیا کہ ایک بھی حدیث نہیں؟ بتایا کہ میرے ایک ''اہل حدیث (غیر مقلد)'' دوست کہہ رہے تھے۔

آپ دیکھیں یہ لوگ کس طرح سفید جھوٹ بول کر احناف کو اپنی گمراہی کے جال میں پھانستے ہیں۔ کثیر احادیث کے ہوتے ہوئے کیسے صاف کہہ دیتے ہیں، ایک بھی حدیث نہیں۔ سیدھا سادہ مسلمان، ان کی بات کو سچ سمجھ کر ان کے پھندے میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ پہلے رفع یدین کرتا ہے، پھر زور سے آمین بولنے لگتا ہے۔ جب اس میں پکا ہو

جاتا ہے۔ پھر وہ لوگ اپنے گمراہانہ اور گستاخانہ عقیدے کے دلدل میں اسے ڈال دیتے ہیں جہاں سے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ خیال ہوا کہ ان احادیث کریمہ پر مشتمل ایک مختصر رسالہ شائع کردیا جائے تاکہ ہر شخص آسانی سے پڑھ سکے اور انصاف پسند حضرات پر ان کا یہ سفید جھوٹ واضح ہو جائے۔


احمد القادری

اسلامک اکیڈمی، ڈیلس ٹیکسس امریکہ


۵/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بروز جمعہ: ۲۱/اپریل ۲۰۰۲ء



# رفع یدین کے احکام

نماز پنجگانہ اور جمعہ میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اس کے بعد نہیں۔ اس مسئلہ کے ثبوت میں بکثرت احادیث آئیں ہیں۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَفْرُغَ ☆

(۱-ترمذی، ۲-ابن شیبہ)

نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے، تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھاتے۔

﴿۲﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ ☆

(۳- طحاوی شریف، ۴- فتح القدیر، ۵- مرقاۃ شرح مشکوۃ)

نبی ﷺ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے پھر نہ اٹھاتے۔

﴿۳﴾ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تُرْفَعُ الْاَيْدِیْ فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ اسْتِقْبَالِ الْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالْمَوْقِفَيْنِ والجمرتين ☆ (۶- حاکم، ۷- بیہقی)

صرف سات جگہ ہاتھ اٹھائیں جائیں۔

(۱) نماز شروع کرتے وقت (۲) کعبہ کے سامنے منہ کرتے

(۳) صفا، مروہ پہاڑی پر (۴-۵) دو موقف منی اور مزدلفہ میں

(۶-۷) دو جمروں کے سامنے۔

اس حدیث میں صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے بعد میں نہیں۔ان کے علاوہ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (۸) کتاب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، (۹) بزار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، (۱۰) ابن شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، کچھ فرق سے بیان کیا۔

﴿۴﴾ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے صحابہ کی ایک جماعت سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز سب سے زیادہ یاد ہے۔

رَأَیْتُہٗ ﷺ اِذَا کَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْہِ حِذَاءَ مَنْکِبَیْہِ، وَاِذَا رَکَعَ اَمْکَنَ یَدَیْہِ مِنْ رُکْبَتَیْہِ ثُمَّ ھَصَرَ ظَھْرَہٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ اسْتَوٰی حَتّٰی یَعُوْدَ کُلُّ فَقَارٍ مَکَانَہٗ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ یَدَیْہِ غَیْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِھِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اِصْبَعِ رِجْلَیْہِ الْقِبْلَۃَ فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ جَلَسَ عَلٰی رِجْلِہِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی ☆

(۱۱- بخاری، ۱۲- ابوداؤد، ۱۳- مشکوۃ،)

میں نے دیکھا کہ جب نبی ﷺ تکبیر تحریمہ کہتے تو ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑتے اور کمر سیدھی کرتے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوتے کہ کمر کی ہڈی کے تمام مہرے اپنی جگہ آجاتے، اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو زمین پر رکھتے، نہ ان کو سکیڑتے، اور نہ کہنیوں کو زمین پر بچھاتے، اور پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھتے، اور دو رکعت کے بعد بائیں پاؤں پر بیٹھ کر سیدھا پیر کھڑا کرتے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ کی نماز کی پوری کیفیت بیان کی گئی، جس میں صرف ایک بار تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اس کے بعد ہاتھ اٹھانے کا کوئی ذکر

نہیں۔ اگر رکوع کے بعد بھی رفع یدین نبی اکرم ﷺ کرتے ہوتے، یا اس کا حکم ہوتا، تو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا ذکر کیوں نہ کرتے؟

﴿۵﴾ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَلَا اُصَلِّی بِکُمْ صَلَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ. اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَّعَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِ فْتِتَاحِ ☆ (۱۴۔مجمع الزوائد، ۱۵۔ ترمذی، ۱۶۔ ابوداؤد، ۱۷۔ نسائی، ۱۸۔ ابن ابی شیبہ، ۱۹۔ طحاوی، ۲۰۔ عبدالرزاق)

کیا میں تمھارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ تو آپ نے نماز پڑھی۔ اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کسی موقع پہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

﴿۶﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

اِنَّہٗ رَأَ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی حَاذٰی بِھِمَا اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ اِلٰی شَیْئٍ مِّنْ ذَالِکَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَلَا تِہٖ☆ (۲۱۔ دار قطنی)

انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھائے کہ کانوں کے مقابل کر دیے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

﴿۷﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے، فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ☆ (۲۲۔ ابوداؤد)

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر دوبارہ ایسا نہ کرتے۔

﴿۸﴾ امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ، امام حمیدی نے اپنی مسند میں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، نبی ﷺ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے، اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (۲۳۔ مسند حمیدی)

﴿۹﴾ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّمَعَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَہُمْ عِنْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلیٰ فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ ☆ (۲۴-دار قطنی)

میں نے نبی ﷺ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ نماز کے شروع میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے۔

یہاں تک تو نبی اکرم ﷺ تک مرفوع حدیثیں تھیں۔ اب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں، اس لئے کہ صحابۂ کرام کا قول وفعل مسلمانوں کیلئے دلیل ہے۔ اور صحابہ کی حدیث کو بھی حدیث کہتے ہیں، اور صحابہ کی بکثرت احادیث، بخاری، مسلم اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُم ☆ (مشکوٰۃ)

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں جن کی پیروی کروگے ہدایت یاب ہوجاؤگے۔

﴿۹﴾ حضرت مجاہد سے روایت ہے انھوں نے فرمایا۔

صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃ ☆ (۲۵-طحاوی، ۲۶-ابن ابی شیبہ)

میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے۔

﴿۱۱﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ فِیْ شَیْئٍ

کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

﴿۱۲﴾ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا

رَأَیْتُ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ☆ (۳۰-طحاوی شریف)

میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔

﴿۱۳﴾ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ

فَرَفَعَ یَدَیْہِ (عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ) فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ وَقَالَ بَعْضُھُمْ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً☆ (۳۱-ابوداؤد شریف، ۳۲-موطا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار ہی ہاتھ اٹھاتے۔ بعض راویوں نے فرمایا کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھاتے۔

﴿۱۴﴾ حضرت عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ

رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃِ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ مَا سِوٰی ذٰلِکَ☆ (۳۳-موطا شریف)

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز کے شروع میں تکبیر اولی کے وقت اپنے ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھاتے دیکھا۔ اور اس کے علاوہ وہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

﴿۱۵﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

اِنَّ الْعَشَرَۃَ الَّذِیْنَ شَھِدَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْجَنَّۃِ، مَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلَّا افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃ☆ (۳۴-فتح القدیر، بدائع الصنائع، اعلاء السنن)

وہ دس (عشرہ مبشرہ) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کے جنتی ہونے کی رسول اللہ ﷺ نے گواہی دی ان میں سے کوئی بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔



# رفع یدین کی حدیث بھی آئی ہے مگر وہ منسوخ ہے

﴿۱۶﴾ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

اِنَّهُ رَأَی رَجُلاً یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاسِهٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَهٗ لَا تَفْعَل فَاِنَّهٗ شَیْئٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تَرَکَهٗ ☆

(۳۵۔ عینی شرح بخاری)

آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ، ایسا نہ کرو۔ کیونکہ یہ وہ کام ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا تھا، پھر چھوڑ دیا۔

﴿۱۷﴾ بعض صحابہ کرام تکبیر اولیٰ کے علاوہ رکوع میں جاتے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے اس سے منع کیا گیا۔ حدیث یہ ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔

مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شَامِسٍ، اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوةِ ☆ (۳۶۔ صحیح مسلم، ۳۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ۳۸۔ ابوداؤد، ۳۹۔ نسائی، ۴۰۔ بیہقی، بہار شریعت)

یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو (بار بار) ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔

بار بار ہاتھ اٹھانا گرانا یہ سکون واطمینان کے خلاف حرکت ہے اس لئے اس سے روکا گیا۔

چند اکابر صحابہ کرام کے نام جو صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت طلحہ،

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ تو عشرہ مبشرہ ہیں جنھیں جیتے جی دنیا ہی میں نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت سنادی تھی۔

ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہم، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جن کے بارے میں روایت موجود ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(نزھۃ القاری شرح بخاری جلد۳ ص ۲۰۰)

# خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا احادیث اور دلائل و براہین سے دن کے اجالے کی طرح یہ واضح ہوگیا کہ پنجگانہ نماز کے شروع میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا سنت ہے۔ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کی حدیث منسوخ ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ہے، جو بکثرت احادیث وسنن سے ثابت ہے، ان کا کوئی فتوی سنت کے خلاف نہیں ہوتا، جو ان کے فتوی کو خلاف سنت بتائے وہ یا تو ان کا حاسد ہوگا یا دشمن۔

اس مختصر رسالے میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانے پر حدیث وفقہ کی ۴۰ مشہور ومعروف اور مستند کتابوں کے حوالہ سے سترہ احادیث کریمہ پیش کر دی گئی ہیں، جو حق پسند کو حق قبول کرنے کے لئے کافی ہیں۔



# آمین آہستہ کہنی چاہیے

نماز میں آہستہ آمین کہنا سنت اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہے۔ آہستہ آمین کہنے کے سلسلے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ وَائِلِ ابْنِ حَجَر (رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ) اَنَّہٗ صَلّٰے مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن وَ اَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ☆ (۱-امام احمد، ۲-ابوداؤد طیالسی، ۳-ابویعلی موصلی، ۴-طبرانی، ۵-دار قطنی، ۶-مستدرک للحاکم)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ (ﷺ) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر پہنچے تو آپ نے آمین کہا اور آمین میں اپنی آواز آہستہ رکھی۔

﴿۲﴾ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَرَاَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْن وَ خَفَضَ بِہٖ صَوْتَہٗ☆ (۷-ابوداؤد، ۷-ترمذی، ۸-ابن ابی شیبہ)

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِم وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو آمین کہا، اور آواز آہستہ رکھی۔

﴿۳﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَمَّنَ الْاِ مَامُ فَاٰمِنُوا فَاِنَّہٗ مَا وَاُفِقَ تَا مِیْنُہٗ تَامِیْنَ الْمَلٰئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ☆ (۹-بخاری، ۱۰-مسلم، ۱۱-احمد، ۱۲-مالک، ۱۳-ابوداؤد، ۱۴-ترمذی، ۱۵-نسائی، ۱۶-ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لئے ہے۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہو۔ فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں اور ہم نے ان کی آمین آج تک نہ سنی تو چاہئے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہو تاکہ فرشتوں کی موافقت اور گناہوں کی معافی ہو۔

﴿۴﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ ﴿فَقُوْلُوْا اٰمِیْن﴾ فَاِنَّہٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (۱۷۔ بخاری، ۱۸۔ شافعی، ۱۹۔ مالک، ۲۰۔ ابوداؤد، ۲۱۔ نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام، غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ، کہے تو تم اٰمِیْن کہو، کیونکہ جس کا اٰمِیْن کہنا فرشتوں کی اٰمِیْن کہنے کے مطابق ہوگا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ہرگز نہ پڑھے۔ اگر مقتدی کا پڑھنا صحیح ہوتا تو ہمارے پیارے نبی رؤف و رحیم ﷺ یوں فرماتے کہ جب تم وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہیں گے۔ سورہ فاتحہ پڑھنا، اور وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہنا امام کا کام ہے، مقتدی کا نہیں، بلکہ مقتدی پر قرآن کا سننا اور چپ رہنا واجب ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ☆

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(کنز الایمان، سورہ اعراف، آیت ۲۰۴)

دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اٰمین آہستہ ہونی چاہیے کیونکہ فرشتوں کی اٰمین آہستہ ہی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔

﴿۵﴾ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا۔

لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا بِجَھْر ان بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ وَلاَ بِاٰمِیْن ☆ (۲۲-تہذیب الآثار للطبرانی، ۲۳-طحاوی)

حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالٰی عنہما نہ تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔

﴿۶﴾ حضرت ابو معمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ یُخْفِی الاِمَامُ اَرْبعاً ، اَلتَّعَوُّذُ وَ بِسْمِ اللّٰہِ وَ اٰمِین وَ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد ☆ (۲۴-عینی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا امام چار چیزیں آہستہ کہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہ، بِسْمِ اللّٰہ، آمِین اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد.

معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا سنت صحابہ اور سنت خلفاء راشدین ہے۔

﴿۷﴾ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت حماد سے انھوں نے ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

قَالَ اَرْبَعٌ یُخْفِیھِنَّ الاِمَامُ، اَلتَّعَوُّذُ، وَ بِسْمِ اللّٰہ، وَ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ، وَ اٰمِیْن ☆ (۲۵-رواہ محمد فی الاثار، ۲۶-وعبد الرزاق فی مصنفہ)

آپ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے، اَعُوْذُ بِاللّٰہ، بِسْمِ اللّٰہ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور آمِین. (یہ حدیث امام محمد نے آثار میں اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں بیان کی)

معلوم ہوا کہ جیسے ثَنا، اَعُوْذُ بِاللّٰہ، بِسْمِ اللّٰہ، رکوع اور سجدے کی تسبیحات، التحیات، درود ابراہیمی، دعاءِ ماثورہ وغیرہ سب آہستہ پڑھی جاتی ہیں ایسے ہی آمین بھی آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ یہی احادیثِ صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اعمال واقوال سے ثابت ہے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، جلیل القدر امام، تا بعی، فَقِیہ، عَالِم، مُحقِّق، مُدَقِّق، مُتَّقِی، مُحَدِّث، مُفَسِّر، مُجْتَہِد، صَالِح، صَاحِبِ کَشْف اور وَلِیّ کَامِل ہیں، نہ ان کے زمانہ میں ان کے برابر کوئی فقیہ تھا نہ اُن کے بعد اب تک اُن کے مثل پیدا ہوا۔ بلاشبہ آپ اِمَامُ الْمُتَّقِین اور اَمِیرُ الْمُسْلِمِین ہیں۔ آپ کی پیروی فرمانِ الٰہی کے مطابق۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا۔

یَاأَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ☆

(سورہ نسا آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے امیر کی۔

اس مختصر رسالے میں آہستہ امین کہنے پر حدیث وفقہ کی ۲۶ مشہور و معروف اور مستند کتابوں کے حوالہ سے سات احادیث کریمہ پیش کردی گئی ہیں، جو اہل حق کو قبول کرنے کے لئے کافی ہیں.......... مزید تفصیل کے لئے حضرت مولانا ظفر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح البھاری شریف، اور حضرت مولانا احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

وَاللّٰهُ الْهَادِیْ وَالْمُعِیْن، نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر، وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْن ☆



# مآخذ و مراجع


(۱) قرآن کریم

(۲) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، امام احمد رضا قادری، رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ـ۱۳۴۰ھ)

(۳) تفسیر کبیر، امام ابوعبداللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی، رحمۃ اللہ علیہ (۵۴۴ـ۶۰۶ھ)

(۴) تفسیر جلالین، امام جلال الدین محمد بن احمد بن محمد المحلی، رحمۃ اللہ علیہ (۷۹۱ـ۸۶۴ھ)

(۵) صحیح بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)

(۶) صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)

(۷) جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ)

(۸) سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۵ھ)

(۹) سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ)

(۱۰) ابن ماجہ، امام محمد بن یزید ابن ماجہ، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۳ھ)

(۱۱) شرح معانی الآثار، (طحاوی شریف) امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ)

(۱۲) موطا، امام محمد بن حسن شیبانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

(۱۳) كِتَابُ الآثَار لِلاِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَن شیبانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

(۱۴) ابوداؤد طیالسی، امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۳ھ)

(۱۵) بیہقی، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ)

(۱۶) المستدرک، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ)

(۱۷) طبرانی، امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب اللخمی الطبرانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ)

(۱۸) تہذیب الآثار، امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب، الطبرانی، رحمہ اللہ (م ۳۶۰ھ)

(۱۹) مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ)

(۲۰) سنن دا رقطنی ،امام علی بن عمر دار قطنی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸۵ھ)

(۲۱) مشکوۃ، شیخ ولی الدین تبریزی ، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ)

(۲۲) کتاب المفرد، امام ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)

(۲۳) بزار، (البحر الزخار المعروف بمسند البزّار) امام احمد بن عبدالخالق عتیقی بزار، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۲ھ)

(۲۴) مصنف عبدالرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۱ھ)

(۲۵) مسند حمیدی، حافظ عبداللہ بن زبیر حمیدی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ)

(۲۶) ابو یعلی موصلی، حافظ احمد بن علی المثنی التمیمی، رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۸ھ)

(۲۷) مجمع الزوائد، امام حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی ، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۷ھ)

(۲۸) عمدۃ القاری شرح بخاری، (عینی) علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)

(۲۹) بدائع الصنائع، علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۷ھ)

(۳۰) فتح القدیر، علامہ کمال الدین ابن ہمام، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۱ھ)

(۳۱) مرقاۃ شرح مشکوۃ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ)

(۳۲) فتاوی رضویہ، امام احمد رضا قادری، رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ)

(۳۳) بہار شریعت، صدرالشریعہ، مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۶۔۱۳۶۷ھ)

(۳۴) جاء الحق، حکیم الامت، مولانا احمد یار خاں نعیمی، رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۰۰ھ)

(۳۵) نزھۃ القاری شرح بخاری، علامہ مفتی محمد شریف الحق الامجدی الاعظمی، رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۰ھ۱۴۲۲ھ)

